رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



بدہجاری کا علاج خود کر لو

یہ صاحب حکیم … کی بنائی ہوئی کتاب مجربات تکلیمی
کا نچوڑ … اردو میں ہر ایک بیماری کا علاج
بتایا ہے … گھر کا علاج … جو کم گرو و جا ہیں کے
… اور ایسا علاج میں سیکڑوں روپیہ کی … ہیں اور نسخہ
… نایاب نسخے … تیار مجرب … نسخوں کے
… قیمت فی کتاب مجلد … علاوہ محصول۔
… اردو خواں لوگوں کو …
… صحت ہی … بھیجا جاویگا
المشتہر منیجر دفتر … حکمت علی گڈھ شہر (یو۔پی)

طب یونانی۔ ایورویدک۔ ہومیوپیتھک کی تعلیم

بالکل مُفت

جنوری ۱۹۲۳ء میں داخل ہونے والے طلبا رسے بغیر … تعلیم
قطعاً نہیں لیجائیگی متعدد طلبے بغیر تعلیم دیتے ہیں
… پراسپکٹس طلب کیجیے۔

پرنسپل گورنمنٹ رجسٹرڈ ہائیڈرو پیتھک انسٹی ٹیوٹ میرٹھ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا … حسین سابق ہائی کورٹ الہ آباد
کے … اخلاق … یہ دو نادر تصنیفات ہیں
جنھوں نے اردو زبان کو علمی زبان بنادیا ہے
کے ہر ایک … کو پڑھا ہے اور اسلام کا آدمی بنا ہے
اگر خدا … یہ آرزو ہی کی قدر و قیمت بڑھائیے۔

علم الاخلاق … گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی
… یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی
مجلد قیمت مع محصولڈاک ……… عہ

افراد کا سبہ … مطالعہ کی چیز ہے۔ اردو …
الدین اور الکون یعنی … مذہب سائنس اردو ۱۲
امور عامہ … فلسفہ عقلی کا … ہے ۔۔
… خریداروں کو کمیشن معقول دیا جائیگا۔

المشتہر
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

سدھا سندھو

بالا و دندان کی دوا

… ہیضہ … سنگرہنی … پیٹ کا درد
کے … بچوں کے ہرے پیلے دست … بچہ کا …
وغیرہ امراض کی ایک بیمثال دوا ہے جس کے …
پانی میں ڈال کر … ایک ہی خوراک میں …
ہیں قیمت فی شیشی … ۳ شیشی ایک
ساتھ خریدنے سے … ڈاک محصول معاف
… ڈاکٹر … حکیم اور عطاروں کو … دیجائیگا۔

دد و کیسری یعنی داد کی دوا

… اور کھجلی کے داد کو … گھنٹہ میں آرام
کردیتی ہے ایک … قیمت فی شیشی … ۳ شیشی
ایک ساتھ منگانے سے … ڈاک خرچ معاف۔

بال سدھا

… بچوں کو … اور …
… اگر … منگا کر …
فی شیشی … ڈاک خرچ …
بڑی فہرست منگا لے … مفت دیگی ہر شہر میں
ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

پتہ: سکھ سنچارک کمپنی متھرا

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اُردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

جھکو

یہ پُر ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع
ہوتا رہا ہے۔ اسکے صفحات بطور فائل علٰحدہ بھی
مرتب کیے گئے ہیں۔ ابتدا سے ۱۹۲۳ء سے
جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں اُنھوں نے
مسلسل حاصل کر لیا ہوگا لیکن سہ ماہی اور
ششماہی خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتدا
سے ناواقف ہوں گے۔ یہ مرتب فائل اُن کے
اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے۔
قیمت علاوہ محصولڈاک عہ

المشتہر
منیجر اودھ پنچ

فرنچ طلا

کجی۔ لاغری اور کمزوری کے لیے نفع بخش ہے۔ … جدید
قوت پیدا کرتا ہے۔ خوشبودار اور لذیذ ہے
تندرست اور … مریضوں کے لیے عجیب تماشا
اسکے لگانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ اور روز
اول کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے قیمت پانچ روپیہ
(صہ) نمونہ کا بکس صرف … مع محصولڈاک۔

مابل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۹۹۳
رنگون ملک برہما

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید … حسین صاحب ظریف لکھنوی
کا
منظوم سفرنامہ عراق
جب … نظم … اور شاعر … خاندانہ استادی
سے فائدہ … قیمت فی جلد عہ … بھیجیے۔
وی پی اور منی آرڈر … ۱۶
المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاعری جزویست از پیغمبری

لکھنؤ کے مشہور قادر الکلام خوشگو شیوہ بیان شاعر
جناب پیارے صاحب رشید مرحوم کے
حالات زندگی مع تصویر المسمٰی بہ حضرت رشید
مع انتخاب مرثیہ رباعی و قصیدہ و غزل و سلام
وغیرہ مولفہ سید آغا اشہر لکھنوی نہایت
محنت سے فراہم کیے گئے ہیں۔ آپ خاندان
میر انیس مرحوم کے ایک موقر فرد تھے یہ کتاب
سفید چکنے کاغذ پر واضح خط میں صفائی کے
ساتھ چھاپی گئی ہے۔ اصناف سخن کے مختلف
نمونہ اس میں موجود ہیں ادب اردو کے
نازک پہلو دکھائے گئے ہیں۔
قیمت عہ علاوہ محصولڈاک

المشتہر
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ نمبر ۳

مضامین غیر

جمعه ۱۸ جنوری ۱۹۲۳ء

آخر شعرا به مدرسه که برد؟

جامی مشہور شاعر کے شعر کے کچھ معنی چند طلبہ نے گڑھ لئے تھے۔ چونکہ اختلاف رائے اس شدت سے ہوا کہ بالآخر اس شعر کو خود مصنف کے سامنے پیش کر کے یہ پوچھنا کہ ان میں سے کون سا مطلب شاعر کے اصلی ضمیر کے موافق ہے جب یہ وفد شاعر صاحب کی خدمت میں پہونچا اور سب نے مطالب بیان کیے تو ان کو غصہ آگیا کہ سب مطالب انکے مقصود کے خلاف تھے اور اسی غصہ میں کہا کہ میرا شعر مکتب میں سے ہی کون گیا؟ یہ ذرگت کسی فارسی شعر کی ہوئی تھی چونکہ اردو بھی فارسی کی نقل رہا ہے لہٰذا آجکل اردو شاعری بھی اسی حد کو پہونچ گئی۔ فرق صرف اسقدر ہے کہ وہ مدرسہ تک گئی تھی یہ اسکولوں اور کالجوں میں پہونچی۔ اسکولوں میں مشاعرے ہونے لگے اور کالجوں میں بھی بزم شعر پڑے اہتمام سے برپا ہونے لگی ہر انگریزی طالبعلم چشم بد دور سخن گو بنتی جاتی ہیں۔ واقف زمانہ و خلافی زبان مشاعر علیک ۱۹ ہو رہا ہے جو ہر تیرہ پناہ بولات تھا مثلاً ایک بالی مشاعرہ ہوتا تھا جسکو بیر مشاعرہ کہتے تھے اب یہاں ایک پریسیڈنٹ ہوتا ہے اور غزلیں بھی نئے عنوان کی نظم ہوتی ہیں۔ چنانچہ مدرسہ تک تیسرے ہی ہے جہاں

نظر ہر کس بقدر ہمت اوست

ان نوجوانوں نے عذاب اردو سر میں درجہ تک خواہ طالب علم کالج کے ہوں خواہ اسکول کے، یہ کہ اس صدر لیاقت پر صحت زبان کا دعوے کر دیا۔ ظاہر ہے کہ ذہنی بھولی بھالی کا نفع بھی اتنا ہی ساتھ جنت بھی شرائی ہے۔ ترقی کا جو موقرا بنیاد ہے خواہ ہمارا بنیاد اگر یہ گرد و پاگندہ زیری اور سکنڈ ری کے لیے وہ ہو جائے مگر جلد ہو اور ضرور ہو۔ صاف صاف اپنی مجبوری کا اعتراف ہوتا ہے ایک تو کچھ پیرا میں مطلب براری کی کوشش ہے۔ ظاہر میں غصہ ہے۔ خیال ہے غضب ہے۔ دعوے ہیں کہ اردو کی خرابی جسقدر ہے وہ ہم دور کرینگے زبان کے عیب ہم نکالیں گے لیکن خود اپنی زبان میں جو آگئی ہے اسکی درستی کی طرف توجہ نہیں (کیا سنئے گیت اشعار کے خلاف اور نقلی کی خود غرضی ہے جسے پبلک کو لعن پہونچنا چاہیئے)

مینک کال کرینگے کہ ہم اہل زبان ہیں۔ لائق ہیں تعلیم یافتہ ہیں۔ گو کہ خواب میں بھی انگریزی بولتے ہیں۔ اپنے افسروں سے۔ اپنے ساتھیوں سے۔ بید افسروں سے رنڈ ہوں سے۔ گھر والوں سے۔ پرنسپلوں سے انکی حد ہو گئی کہ روزمرہ خادموں سے۔ منشیوں سے بیویوں سے۔ تو ہم انگریزی ٹاک کرتے ہیں اور پھر بھی ہم لائق نہیں! یا اردو ہماری زبان مادری نہیں ہے؟

کیا ہم شعر کہہ نہیں سکتے۔ کیا ہم کو نظم کرنا نہیں آتا۔ ہاں ایسے واہیات شعر ہم نہیں کہیں گے جیسے یہ جاہل شاعر کہتے ہیں۔ کمبخت کو ہے پست خیال ہم تو نیچر کے عاشق ہیں اور شاعر کی تعریف انگریزی میں یہی ہے کہ شاعر نیچر کا عاشق ہوتا ہے ہم کو ساد سے نفرت ہے۔ کراہت ہے۔ گھن ہے۔ یہ ہے نظم تمویہات[1] جنہیں اتنگ ایسی نامکمل ہے یہ سب شاعر اس لائق تھے کہ دروغ حلفی کے جرم میں ماخوذ ہوں ایکبار تو جیل کی ہوا کھا آئیں کہ طبیعت ٹھکانے ہو۔ واہ! معشوق کی کمر بال سے باریک! اوہ بھلا ایسا معشوق اپنی سائیکل پر کیونکر بیٹھے گا؟ پلیٹ فارم پر دوڑ کے گھنٹے کس طرح دیکھا جائیگا

[1] حضرت تمویہ سے ہم بھی ایسی کمبخت ایشیائی شاعری کا سایہ بڑھ گیا ہو جب معشوق کی کمر بال جیسی نازک نام ہے بڑے بڑے شعرا نے اس کی جو رنگ انہوں نے لارڈ انگلستان کے مرتبے میں اعلیٰ ہی اورے تمیں انگلستان سے جو نازل ہوئی ہے، ایسی انگلستان کی ہوا سے مشہور ہے۔ واقعیت سے لگا اشعار کی مگر دل کا نازک لاکن ہے جو کو مشتی قانونی پر قانون رد سے ہو رہا ہے

کیسی ناشائستہ سادگی ہے کہ مکھڑا کیا ادھر مٹینے! زلفیں کالے کالے ناگ ہیں! معشوق ہمارا ماری ہو گیا۔ گیسوؤں کی ضرورت ہی نہیں ہے دیکھیے ہم مردوں نے تو غیر قوموں کی دیکھا دیکھی داڑھی مونچھیں سب اڑا دیں۔ سال گیسوؤں کی بھی چوٹیاں کٹیں گی اب تو۔ لہٰذا منشا معشوق لہذا ہے۔ قربان۔ خلد۔ شعرائے ایشیا کے طائر دل کا جو ٹھور ٹھکانا ہے اور معشوق گیسو بریدہ اور مرد کم گیسو بریدہ۔ شانے میں سہولت۔ بناؤ سنگار میں آسانی۔ تضیع اوقات سے نجات۔ دلہ معشوق ہمارا انگلستان کا لارڈ چیف جسٹس یا ہائیکورٹ کا جج ہو گیا۔ جسکے لیے ڈگی ضروری ہے۔

اور ادھر بھی آپ نے دیکھا اپنی معشوق اور پردہ نشینی کا عیب۔ واللہ ناقابل عفو جرم ہے۔ پردہ! پردہ! پردہ!! کمبخت بے پردگی کے دشمن۔ ترقی وتمدن کے بیری۔ معشوق کا ہے کو ہے قیدی ہے۔ ایک شاعر صاحب فرماتے ہیں ہے

کیسا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

دوسرے صاحب فرماتے ہیں ہے

ہم جا بجا تو در در کے دوکان چلے آئیں
پردہ ہے بیچ میں سے دیوار تھا ما

بھلا وہ بھی معشوق ہے؟ جسکی معلومات دوقدم ہو جو گھر کے اندر ہے باہر قدم نہ نکالے جیسے دھوبنیں چوڑی والیاں مہترانیاں ماری ماری پھرتی ہیں چہ خوش آنکھ نرگس کی سی۔ چشم اکالی کالی پتلی بھی کوئی خوبصورتی ہے۔ یہ حسن ہے کہ عیب؟ پتلی کو کرنجی ہونا چاہیے کیلین شاعروں کے گھر میں بلی بھی نہیں آئی۔ انھوں نے بلی کی بارونق اور تسخیر کرنے والی آنکھ دیکھی ہی نہیں! انکو نہ ہی یہ سوجھی نہیں جو معشوق کی چشم بجائے معشوق نرگس چشم ہو نظم کرتے۔

غرضکہ یہ سادہ مزاج ہوتے ہوئے زبان درست کرنے کے درپے ہو نئے گئے اور سارے اردو کی نکتہ چینی کر بیٹھے ہیں۔ الزام پر الزام دینے پر تیار ہو کر

(اور) مضامین کا سلسلہ چھیڑ دیا۔
اول اُردو کی شاعری میں اگر ہیجڑیشن (مبالغہ) بہت ہے۔ یہ کیوں ہے اب آئندہ نہ ہونے پائے۔ ورنہ ہم کونسل میں پٹ ٹپ کرکے سمجھ لینگے جسکو وہ خدا پسند ہے نہیں ابھی ہمیں خبر ہے کہ جو جو شعرا زندہ ہیں وہ اصالتاً اور جو مر گئے ہیں (وہ بھی تو مجرم ہی ہیں نہ؟) ان کے بیٹا پوتے بھی زندہ مجرم حاضر ہو کر اس جرم کی معافی مانگیں و تمسک لکھائیں کہ آئندہ اس طرف خیال تک نہ کرینگے ان لوگوں کو تہذیب۔ ادب۔ سینس۔ کچھ بھی نہیں۔ ہم نے تو ہزار بات کی ایک بات کہہ دی کہ ہم تعلیم یافتہ ہیں اور یہ ہم کو پسند نہیں ہم کو نفرت ہے۔ اور اسی سے ہم کو آج تک مبالغہ کرنا بھی نہ آیا۔ ہندوستان میں رہ کر ہمارے خلاف حکم کیوں کرتے ہیں۔ ہمارے نام کے ساتھ **بی اے** ایم اے شیطان کی طرح مشہور ہے کیا نعوذ باللہ ہے نہیں سنا۔ اگر یار تو ہم سے دریافت کرتے کہ خدا نے آپ کو ہماری قوم میں انگریزی کا لائق کیا ہے شاعری میں کیا کیا **عیوبات** ہیں اور اسکی **اصلاحاتیں** پوچھا کریں ہم سب نہ سہی کچھ تو بتا دیتے۔ ابھی مبالغہ کو موقوف کرا دیتے۔ ہمارا ایک شمہ بھی خیال نہیں فارسی شعرا جو اتنی دور رہیں سمندر پار انکی پیروی پر جان دے رہے ہیں پیروی آزادی کے خلاف ہے نہیں آزادی کی اسپرٹ نہیں۔ ابھی کلچر نہیں کلچر!! افسوس صد افسوس!!! کوئی ان بدنصیبوں کو سمجھا دے کہ ہماری تقلید کریں۔ ہم اب عنقریب شعر کہیں گے نہ کہ یہ پہلے تقلید تھیوری کی شکل (عملاً) کریں پھر ہمارے شعر دیکھ کر پریکٹیکل (عملاً) کریں۔ بھلا یہ ہے کہ جیسا شعر ہو پسند ہے ویسا کہیں۔ اور جیسا اب تک کہا ہے ویسے نہ کہیں۔ بس اب ہم کیا کہیں یہی جی چاہتا ہے کہ انگریزی شاعری کے طرز کا یہ شعر کہیں۔ مگر یہ دیکھیے جیسے ہمارے والد۔ چچا وغیرہ انگریزی جانتے ہوتے نہیں ہم ان کو کب سکھا پڑھا دیں ان کے تو مرنے کے دن گئے۔ واہ کیا شاعری ہے!! ہمارے دوست ہم سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے والد بھی تو شاعر ہیں ان کے شعروں کو سمجھو تو شرم آتی ہے بعض بگڑے ہمارے مکان پر آتے ہیں (والد کو کس طرح چھوڑ دیں) شعر شاعری کا ذکر چھڑ ہی جاتا ہے وہ لذا پنا خم پڑھتے ہیں اور ہم خون جگر پیتے ہیں۔ نہ معلوم یہ اب زندہ کیوں ہیں انکو تو اب مرجانا چاہیے بلکہ بنظر رحم انکو قانوناً مار ڈالنا چاہیے جیسے پرانے ذبحے گھوڑے کو شوٹ کر دیتے ہیں۔ اگر ہم اب کی سال ال ال بی پاس ہو گئے اور ترقی کی تو ہم اس مسئلہ کو پیش کرینگے کہ بڑے والدین والے خورد سال کو نیک نیتی سے ضرور شوٹ کرنا چاہیے۔ قانون میں ترمیم مناسب وقت ہو جائے خاص کر جن کے باپ چچا دو تین وغیرہ وغیرہ وغیرہ) اُردو شاعری کا خون کر رہے ہیں اخلاق قوم کے خراب کر رہے ہیں جھوٹ جو کسی مذہب میں جائز نہیں اسکو رواج دے رہے ہیں ان کے تو گولی مارنے کا حکم ہو جانا چاہیے۔ جھوٹ ایک حد تک اچھا ہے مگر وہ تو پالیسی ہے اسکو شعر سے کیا تعلق۔

اگر شعر کہنے کا شوق تھا تو انگریزی پڑھی ہوتی اور ہماری بلا کو کیا غرض کہ ہم انکے لیے انگریزی اشعار کا اُردو میں ترجمہ کریں اول تو ہم سے ہو گا نہیں۔ اور اگر ہوا بھی تو بھلا وہ انکی سمجھ میں کیا آئے گا ابھی وہ خود ہماری ہی سمجھ میں نہیں آنے کا تو بھلا پھر یہ کیا سمجھیں گے سب سے بڑا ان میں عیب یہ ہے کہ یہ پرانی لکیر کے فقیر ہیں مثال میں میر۔ سودا۔ درد۔ ناسخ آتش۔ مومن۔ غالب۔ (ہم غلط) نہ معلوم کس کس کا نام لیتے ہیں۔ جب تک جدت نئی زمانے کے موافق شعر نہ ہونگے۔ اور جیسے عقل کے پتلے ہیں انکو ہرگز شعر نہ کہیں گے۔ وہی پرانی بحریں انکے دماغ میں ہیں کاش بے قافیہ کے شعر کہیں آخر بے ردیف کا کہتے ہیں بے قافیہ کا کیوں نہیں کہتے۔ یا ایک مصرع ایک بحر میں کہیں اور دوسرا دوسری بحر میں۔ وزن کی قید اٹھا دیں غیر موزوں شعر کہیں کم سے کم شعر کو جیسا ختہ پڑھیں تو معلوم ہو کہ نثر پڑھ رہے ہیں۔ یہ شعر میں موزونی کی رٹ کیسی لگا دی ہے۔ فلاسفی اور لاجک میں کہاں لکھا ہے کہ شعر موزوں ہونا چاہیے۔ قافیہ کی پابندی آزادی میں خلل ڈالتی ہے۔ اگر تو ضرور اتفاق کریں سنیا طرز ایجاد کریں مضامین میں تازگی پیدا ہو۔ مثلاً معشوقوں کی خبر لیں کہ کب یہ لوگ ظلم کر رہے ہیں شعرا بیاد قائم کریں کہ یہ معشوق عشاق کو بیٹھے مارتے ہیں انکی وہ اپیل ہو جائے۔ اس پوائنٹ کو ڈیل کریں کہ معشوق نے عاشق نے یوں ظلم کیا۔ یوں ذلیل کیا۔ وہ اپنی بزم سے نکلوا دیتا تھا یہ شہر سے نکلوا دیں۔ کالی ہوئی بھیجیں۔ کالے پانی بھیجیں وہ تیغ مارتا تھا یہ گولی ماریں۔ فائر کا حکم۔ وہ انتظار کرتا تھا یہ سمن تعمیل کرائیں۔ فوجداری کا وارنٹ (شیو) کٹوائیں وہ سنگدل عشاق کی نالہ و زاری پر ہنستا تھا یہ خود کوڑے ماریں ہنٹر ماریں اور ہنسنے لگائیں۔ بس یہ ایک مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ کاش یہ اتنا ہی کرکے دیکھیں کہ ہم عقلا کس قدر پسند کرتے ہیں۔ پھر ہم انگریزی شاعری کے اصول سمجھانے کی کوشش کرینگے۔ دیکھیے آخر یہ بھی تو اردو ہی کا شعر ہے ــ **شعر**

سب سر وانہ جتے ہیں تو تو اسکو تاڑ باندھ
بیت کی گر ہوس ہو تو گرہ کا کے پاڑ باندھ

بیچارے نے ترقی تو کی۔ بات تو کہی۔ مگر مبالغہ پر دلدادہ ہونے کا ثبوت دے ہی دیا۔ نہ معلوم یہ مبالغہ کہاں سے انکی گھٹی میں پڑ گیا افسوس صد افسوس انکو نیچر کی خوبصورتی دکھائی نہیں دیتی۔

(باقی آئندہ)

راقم ــــ

ان نیچرل شاعر

سلہ عیوبات وجوہات اور اسی طرح کے دوسرے لیاقت بھرے الفاظ ان کے روزمرہ میں شامل ہیں۔
۱۲ پنچ۔

خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجیے اور صحیح اطلاعات سے غفلت نہ فرمائیے

نقد القد

کمالی جنتری

یہ جنتری بیادگار مجاہد اسلام کمال پاشا دو برس سے زیر اہتمام ایم عبد حسن صاحب آرٹسٹ نمبر ۹ نواب عبد السمیع اسٹریٹ کلکتہ سے برابر شائع ہوتی ہے جس میں ایسی تصویریں شائع ہو رہی ہیں جنکو اہل اسلام کے گھروں میں آویزاں ہونا چاہیے مثلاً غازی انور پاشا غازی عصمت پاشا حضرت خلیفۃ المسلمین و امیر الاسلام غازی امان اللہ خاں والی کابل وغیرہم جنتری میں دن تاریخ کے علاوہ تمام سنوں کے سیکڑوں فی ٹکوں کے جنکو بڑے بڑے لوگ مانتے چلے آئے ہیں موجود ہیں۔ مثلاً تقویم نورون چوہیا کی سواری۔ شادی بیاہ کی کمن صورت وغیرہ اور کام کی باتیں بھی ہیں مثلاً تعطیلات کی فہرست اور دیگر علمی مضامین۔ بہرحال یہ نہایت عمدہ جنتری با ایں ہمہ وزن و وضع قیمت ۸ مقرر ہے۔

حسن و عشق

دونوں چیزیں بلا سے جان ہیں مگر دنیا کے پسند کی چیزیں ہیں اور اہل اللہ بھی اسی پر مرتے ہیں۔

اس نام کا ایک رسالہ صوبہ "بہار" سے شائع ہوتا ہے ابو محمد مصلح ابو العلائی رحمین الستحر یر چیف ایڈیٹر ہیں اور عبد القیوم انصاری صاحب نائب۔ ڈھائی جزو کا رسالہ ہے نظم و نثر مضامین کا مجموعہ ہے۔ اگرچہ لکھا کی بدولت عشق فراموش ہے لیکن حسن کا ماتم سے "حسن و عشق" کے عنوان سے جو مضمون لکھا گیا ہے وہ عشق فراموشی کے خلاف گواہی دیتا ہے بات یہ ہے کہ خدا کے عاشق کو بھوک نہیں لگتی۔

صوبہ بہار و بنگال آجکل اردو جرائد و رسائل نکالنے پر آمادہ ہے اور ہم خوش ہیں کہ یہ بیکس زبان جس پر ایک عرصہ دراز سے برابر جور ہیں ہو رہی ہیں ایسے مقامات پر مقبول ہو رہی ہے جہاں اس پر کبھی توجہ نہیں کی گئی تھی۔

سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ بات ہے کہ صحت محاورات کی جانب سے چشم پوشی نہیں کی جاتی۔ اور ایک نمبر سے دوسرا نمبر باعتبار زبان کے اچھا ہوتا ہے چنانچہ پڑھنے کا جادو یا کلکتہ کا عصر جدید نہایت عمدگی سے ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ حسن و عشق بھی اس صفت سے متصف رہے گا۔

یہ رسالہ اچواسی ڈیہری ضلع شاہ آباد آرہ (صوبہ بہار) سے شائع ہوتا ہے۔

—٭—

بالفعل ظرافت و عبارت آرائی کی طرف سے بھی خوش طبع اور زندہ دل حضرات غافل نہیں ہیں۔ لاہور سے بیرکاٹ دہلی سے ظرافت پنچ امرتسر سے ضیافت پنچ سہار نپور سے ظرافت کلکتہ سے بنسٹر پنچ کا واحد مجموعہ ایک مجموعہ دو دو ظرافت ملبوسہ شائع ہو رہے ہیں۔ انکی تعریف در حقیقت یہی ہے کہ حضرت اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ ہنسنے ہنسانے کا ذخیرہ ان میں بہ نسبت اودھ پنچ کے زیادہ مل سکتا ہے۔ ہماری دل گزشتگی آمیز سکراہٹ سے ان کا شگفتگی آمیز قہقہہ بہت بلند ہے۔ خدا ان لوگوں کی ہمت بلند کو دنیا کے واسطے مفید فرمائے ایک بندۂ خدا کو اودھ پنچ کی سخت جانی پر حسرت ہے خدا انھیں اس حسرت میں مبتلا رکھے۔ شاید ہم کو اودھ پنچ کی ہستی کا نقصان ہو جاتی ہو۔ اگرچہ نقصان ہمارے لیے محسوس ہے۔ خدا تعصب و حسد کا برا کرے۔

—٭—

التبلیغ اور مزدور اور شمس اور دیگر جرائد بھی دفتر میں موصول ہوئے چند نمبر دیکھنے کے بعد ان پر نظر تنقید کو حرکت دی جائے گی۔ بہرحال سال سال حال ایک پر کیف و زوال حال سال ہے۔ خدا راس لائے۔

—٭—

ان ظریف جرائد سے ایک التماس ہے اگر وہ قبول فرمائیں تو وطن پر احسان ہوگا اور آنکہ چھپا دیں تو انکی خوشی الامر فوق الادب۔

یعنی ظرافت کسی خصلت کا نام نہیں ہے لہٰذا مذہبی مباحث کو ان حدود کے اندر کرنا چاہیے جو کسی مشن کی جانب سے جاری ہوتے ہیں یا حمایت مذہبی جنکا خاص موضوع ہے۔ میدان ظرافت نہایت وسیع ہے اور اگر دماغ مفلس نہیں ہے تو اخلاقی ملکی علمی امور میں گلفشانی رقم کی قوت بھی طرح صرف کی جاسکتی ہے۔ دنیا پر ہنسیے اور ہنس ہنس کے اسکی اصلاح کیجیے یہی آپ کا فرض ہے۔ اگر آپ نے مناظرہ مذہبی کے میدان کو ظرافت کا میدان بنانا ٹھان لیا ہے کہ آپ کا مقابل بھی آپ کی تقلید کرے۔ غصہ کی مجلس میں طرفین کو طرح طرح کی نوک جھونک لطافت و ظرافت کے حدود سے تجاوز کرنا پڑیگا تو بزرگان مذہب کو گالی گلوج سب و شتم سفلگی اور بیہودگی کی نوبت آجائیگی اور اسکا گناہ ابتدا کرنے والے کے سر ہوگا۔

ظرافت کے حدود میں اگر ایک قدم پیچھے ہٹایا تو اول ڈکھانے کا مجرم کام اگر ایک قدم آگے بڑھایا تو بیہودہ کی فہرست میں نام درج۔ فحاشوں اور بد زبانوں کے ذیل میں شامل۔ نا صحتوں کے گروہ میں داخل۔

بعض ظرفا لکھتے تو ہیں ظریفانہ مضمون مگر اتنا بھی خیال نہیں فرماتے کہ ہم دنیا اور اوضاع دنیا پر ہنس کر ہنسانے بیٹھے ہیں یا خود اپنی ذات پر اپنا ظرافت نام رکھتے ہیں۔ " چند اشعار اور بے ربط کے بوم۔ پوچ ابو سفر فا۔ (اگر کوئی حد النظر فا رکھے تو خواہ مخواہ کی چھیڑ) حاتم نواز " علے ہذا القیاس ایک ظریف کا غذ اخبار سے بھی گالی گلوج کرنے لگتے ہیں۔ مثلاً مولانا آپ کے گذشتہ نکتہ پر تسلیم کی چھیڑ اور ہنسی کا جواب جو مجرے کا جو تار سید کرتا چلوں۔ کیوں نہ کہو کیسی چھیڑ لگائی کہ چند یا کلکتہ کے بلیک ہول میں قلابازی کھانے لگی" یہ عنوانات تحریر ظرافت سے لگاؤ نہیں رکھتے۔ ہم نے ڈرتے ڈرتے یہ چند کلمے لکھے ہیں اور نیک نیتی سے لکھے ہیں تاکہ ہمارے معاصر اپنے نامہ نگاروں کی زیادتی کو تسامح کی نظر سے نہ دیکھیں اور حسن ادا کی نازک خیالی سے مذاق سلیم کو ضرر نہ پہنچنے دیں۔ ظرافت نہایت مشکل چیز ہے جب تک کلام پر قدرت محاسن کلام پر عبور اور تجربات میں کمال نہ ہو اسوقت تک ظرافت کا حق ادا ہونا مشکل ہے۔ ہم خود ادا کر سکے۔ جی نہیں کہ یہ تمام اوصاف ہم میں جمع ہیں لیکن ہم ہمیشہ سے کبھی غافل نہیں رہے کہ اپنے نقائص کو رفع کریں۔ دوسروں کی محنت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ خود بھی جدت و ندرت کی راہ پر چلیں تاکہ دماغ اور بیاض تہی دست نہ ہو۔

منظر آرا بیگم کی مزیدار گفتگو

ب بیگم　　ن نواب

ب: کچھ خبر بھی ہے گھر کی؟ تم کو اپنے بڑھاپے کے آگے گھر بار کی کچھ فکر ہی نہیں چاہے دشمن جو ہیں کے گھر والے میں آگ بھی لگ جائے مگر تم پر وہ بھوت سوار ہے کہ پوچھتے ہی نہیں۔

ن: کیوں کیوں خیر باشد؟

ب: آج پانچ چھ روز سے صاحبزادے اسکول کیوں نہیں جاتے۔ کیا پڑھ لکھ کے فاضل ہو گئے؟

ن: ہاں کالج میں سٹرائک ہے۔

ب: یہ کونسی بیماری ہے؟

ن: بیماری نہیں ہے۔ ہڑتال کو سٹرائک کہتے ہیں۔

ب: نگوڑی کیا کالج میں ہڑتال کی کان کھل رہی ہے؟ تو بچے لڑکوں کو وہاں نہ بھیجنا نہیں تو بال گر جائینگے۔

ن: ہا۔ کیا جاہل ہو۔ ارے ہڑتال کہتے ہیں کاروبار بند کرنے کو سب لڑکوں نے کسی بات پر ناراض ہو کے کالج جانا چھوڑ دیا ہے۔

ب: آخر کس بات پر اتنی روٹھی روٹھی ہوئی۔ ذرا میں بھی تو سنوں؟

ن: اونہہ۔ تم تو بات پوچھتی ہو بات کی جڑ۔ ان کمبخت لوگوں نے ناک میں دم کر دیا ہے۔

ب: بھینگا ڈالو کہیں دم اٹک نہ جائے دشمنوں کا آ اور مصیبت ہو۔

ن: بھلا کہیے تم کو آم کھانے سے مطلب کہ پیڑ گننے سے۔ تمہاری بلا سے کوئی منتظم مقرر ہو تم کو تم دینے بیٹھے جاؤ۔

ب: بھلا تمہاری ہی طبیعت بیچارا دن تک بچے مہمان سے لائیں۔ جو اپنا گھر اندیشہ نہ دیکھیں۔ یہ عادت تم ہی کو مبارک۔ ہے کہ چاہے کچھ ہی ہو اپنی آنی کانی سے نہیں چوکتے۔ دنیا بھر کا جھگڑا ملا لیتی ہے مگر تم ہو اصلی نزاکت جان کا پہلو ہے۔ پھر آج جو سب لڑکوں نے مدرسہ جانا چھوڑ دیا ایک تمہارے بچے بے شوق ہیں تو نہیں ہو سکتا۔

ن: تم یہیں رہنا تو گی جب تک ساری داستان نہ سن لو۔ ارے بھئی ہوا یہ کہ نواب فتح علی خاں صاحب نے انتقال کیا۔

ب: نہیں اسی بات پر لڑکے بگڑ گئے؟

ن: لاحول ولا قوۃ پوری بات نہیں سنتی ہو۔

ب: اچھا کہو۔

ن: انکے انتقال کے بعد سکرٹری یعنی مہتمم کی جگہ خالی ہوئی۔ وہ تھے رئیس۔ سینکڑوں روپیوں کو انکے یہاں سے تنخواہ میں ملتی تھیں۔

ب: ایک بات پوچھوں بتاؤ گے؟

ن: پوچھو۔

ب: تمہارے مولوی صاحب کو بھی وہاں سے کچھ ملتا تھا؟

ن: سنتا ہوں کہ انکو بھی کچھ ملتا تھا۔

ب: بس اب میں سمجھ گئی یہ ساری ہڑتال تمہارے انا کے جلنوں ہوئی ہوگی سارا بلیں انہیں کا بویا ہوا ہے۔

ن: لاحول ولا قوۃ تم سخت بیہودہ اور بد زبان ہو۔ بھلا انکا یہاں کیا ذکر ہے۔ غرض مرحوم نواب صاحب کے نوجوان صاحبزادے کو انکی جگہ سکرٹری مقرر کر دیا۔

ب: پھر ان صاحبزادے میں کیا عیب ہے جو لڑکے بگڑ کھڑے ہوئے؟

ن: کوئی عیب نہیں۔ نوجوان ہیں رئیس خاندان سے ہیں تھوڑا بہت پڑھے لکھے ہیں۔ مگر یہ لونڈے انپر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ ابھی اتنا تجربہ نہیں رکھتے جو ایک بڑے مدرسے کے چلانے کے واسطے درکار ہے۔ دوسرے قانون میں یہ شرط ہے کہ اسے تجربہ کار ہونا چاہیے وہ پہلے سے متوفی ہو۔ اپنے کالج کی مالی مدد کی ہو وہ آجکل کی تعلیمی ضرورتوں سے واقف ہو۔ ایسا ہو ویسا ہو۔

ب: تو کیا یہ کالج کی سی شرطیں ان لڑکوں نے لگائی ہیں؟



ہربونگ کا تماشا

خداوند حکومت:- "او بڈھے نیچے اتر- اب اس لڑکے کی باری ہے"

بڈھا:- "کیونکر اتروں؟"

لڑکا:- کیونکر چڑھوں؟

ن :- نہیں وہ تو پہلے ہی سے لگی ہوئی ہیں۔

ب :- جس وقت یہ خبریں لگائی گئی تھیں کہ مولوی کہاں تھے۔

ن :- مولوی بھی اسی جلسہ میں شریک تھے۔

ب :- یہ خبریں کیا سمجھ کے لگائی تھیں؟

ن :- یہی کہ جو ایسا شخص ہوگا وہ اس کام کو بھی طرح چلا سکے گا۔

ب :- تو پھر لڑکے جو بگڑ کھڑے ہوئے تو حق بجانب ان کے ہے۔ وگرنہ یہ نیا اندھیر ہے خود ہی بات کہو اور خود ہی مکر جاؤ۔

ن :- کیا خوب! آخر انکا اس میں کیا دخل ہے۔

ب :- کیوں دخل کی بھی چلائی! انکا نہیں دخل ہے تو کیا تمہارا دخل ہے۔ تم پڑھنے جاؤ گے؟ تم کو ان سے سابقہ پڑیگا؟

ن :- نہیں جی یہ کام بڑے بوڑھوں کا ہے۔

ب :- تم بھی تو بڑے بوڑھے ہو۔ ہم نے تو تمہاری تیوریوں پر شکن بھی نہیں دیکھی بگڑنا تو درکنار۔ یہ کہو تم ایسے بڑے بوڑھوں کو مردوں شاہی گھنٹی بجاری اور بی جبز کی ناز برداری سے فرصت ہی کہاں ہوتی ہے۔ آخر لڑکے ہڑتال اور شورا نہ کرتے تو کون کرتا۔ شائش ہے ان بچوں کو بات تو سمجھتے ہیں تمہاری طرح نادان تو نہیں ہیں۔

ن :- خاک بات سمجھتے ہیں اب دیکھیے بھرے مجمع میں تمام سنیوں پر نفرت ظاہر کی گئی۔ انہیں مولوی بھی ہیں مجتہد بھی ہیں امیر بھی ہیں شریف بھی ہیں۔ یہاں ہی نامعقولوں کے جلسوں میں ہوا۔

ب :- نفرت کیسی؟

ن :- ابھی بڑا جلسہ ہوا اس جلسے میں لوگوں نے تقریریں کیں۔ کہ بہت بے قاعدگی ہوئی اس بے قاعدگی میں جو لوگ شامل ہیں ہم ان کے اس فعل سے نفرت کرتے ہیں۔

ب :- ارے یہی تمہارا مطلب جب یہ صاحب اصل بے قاعدگی پر نکتہ چینی (شاباشی) دیجاتی؟ اے ہاں ساری غلطی تمہاری ہی ہو جاتی تو ضرور شاباشی دیتے۔ سارے خاندان والے تم کو ہی تو ایک جان کے کاربن سنت ملامت کرتے ہیں تم اپنے دل میں ضرور چاہتے ہوتے کہ سب واہ واہ کریں۔ بری بات کا برا انجام تو ہوتا ہی ہے بھلا یہ تو بتاؤ کوئی قاعدہ قانون کاہے کے لیے بنتا ہے۔ اسی لیے نا! کہ اسکی پابندی کی جائے۔ یا اس لیے جیسے سرکار روپیہ ہوتا ہے کہ چاہیں رہیں چاہیں شیر اور گرا جائیں۔ یہ قانون جو بنایا گیا تھا تو کچھ سوچ سمجھ کے بنایا گیا تھا۔ آج کیا مصیبت پڑ گئی جو وہ قاعدے توڑے جاتے ہیں۔

ن :- ارے بھئی تم تو بھاؤ کا بتنگڑ ہو گئیں معاذاللہ کسی طرح پنڈ ہی نہیں چھوڑتیں۔ قاعدہ گیا اپنی ایسی تیسی ہیں۔ اگر ایک نوجوان رئیس زادے کے ہاتھ میں انتظام کی باگ دے دی گئی تو کیا حرج ہو گیا۔ جانٹ صاحب تو ماشاءاللہ قابل آدمی ہیں۔ وہ کام چلالے جائینگے۔

ب :- دی تم تو گالیاں بکنے لگے۔ یہ ابھی کیا کہا تھا؟

ن :- جانٹ صاحب کہا تھا۔

ب :- پھر یہ گالی نہیں ہے؟ لڑکے سے پوچھ لو۔

لڑکا :- ابا جان جوائنٹ کہیے۔

ن :- خیر وہ جائنٹ سہی۔

ب :- اچھا تو وہ کون ہیں؟

ن :- وہ مجتہدوں کے بھتیجے ہیں۔ خود بھی کچہری دربار کا کام خوب جانتے ہیں۔ حاکموں نے خوب جانتے ہیں۔ اور سنتا ہوں کہ انہیں نواب صاحب کے کارندے با اختیار بھی ہیں۔ بڑے جہاندیدہ آدمی ہیں۔ سرکار سے خطاب بھی مل گیا ہے۔ آجکل اپنے آقا سے اور آقا کے بچا سے مقدمہ چلنے والا ہے انہیں بڑی ہوشیاری سے کام کر رہے ہیں غرض وہ کارکردہ ہیں اور نواب فتح علیخاں مرحوم کے وقت سے کام کر رہے ہیں۔

ب :- تو لڑکے ان سے خوش ہیں۔

ن :- لاحول ولا قوۃ لڑکے تو تمہاری طرح ہیں بھتیجی سکتے ہیں کہ وہ انگریزی نہیں جانتے انکو ایک انگریزی مدرسہ کے انتظام میں دخل ہی کیا ہے۔

ب :- ہاں یہ بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آتی۔ دو مجتہدوں کے دولھا بھائی ہونے سے کیا ہوتا ہے اگر مجتہدوں کی رشتہ داری سے کام نکلسکتا ہے تو کسی مجتہد ہی کو مدرسہ کا انتظام کیوں نہیں سپرد کر دیتے۔ وہ خوب کام چلائینگے اور کچہری کی دوڑ دھوپ کرنے والے سے کام چل سکتا ہے تو ہمارے مختار منشی لیاقت علی کو کیوں نہ بھیجو بیچارے غریب آدمی ہیں کچھ انہیں کا بھلا ہو جائے۔ رو گیا حاکموں سے ملنا جلنا تو یہ عیب تم میں بھی ہے تم خود کیوں نہیں انتظام کرتے۔ جھوٹ موٹ کا ایک خطاب تم کو بھی ملا تھا حاکمی بھاؤ تم کو ساری دنیا کہتی ہے۔"

ن :- دیکھو اب تم گستاخی کرنے لگیں۔ بہت بڑھتی جاتی ہو۔

ب :- اے ذری سچ کہنا بیوی کتنا بہت برا لگا۔ بی چاہتی جان مجھکو جگو کے لگاتی ہیں تو میاں سنتے جاتے ہیں ہم پہ یہ کہو ورنہ ہے کہ دو موٹے نہ کہو تو۔ تو تمہاری ایسا فرق نہیں سے گی۔ بات کرتے ہو کر لاتے ہو۔ کہاں تو یہ ذکر تھا کہ مقدمہ بازی اور مجتہدوں کا دولھا بھائی ہونا یا کچہری میں ان کا قانون سمجھنا اور مقدمہ لڑوانا اور بات ہے اور کسی مدرسہ کا انتظام اور چیز ہے۔ کہاں آپ لڑائی کی چھیڑ نکال دی۔ جاؤ جاؤ انہیں مختار کارندے صاحب سے مجھپر نالش کروا دو نہ؟

ن :- عجب ورید وہ دہن عورت ہے نہ ہاری مانتی ہے نہ جیتی۔

ب :- دیکھو میں کہہ دیتی ہوں جو تم نے ذری بگاڑ پیدا کی تو میں بھی ہڑتال کر دوں گی۔ پھر تمہارے مرچیں نہ لگیں۔

راوی۔ بات بڑھ گئی تھی لہذا بندہ چلتا ہوا فقط

تحشیتی۔ ہماری حاشیہ نویسی (متعلق آغا بیگم صاحب کا استدلال نہایت قوی اور یہی الاستاج ہے اگر وہ اپنی ذات کو کالج کی پروفیسری کے واسطے منتخب فرمائیں تب بھی ہم صاد کرتے۔ بھلا ایسی نازک تعیین کس دل کو پسند نہ ہوگی۔ اور منشی لیاقت علی کو بھی ہم بسر و چشم سکریٹری بنانے کے لیے

آمادہ نہیں کیا ہے کہ نام کی لیاقت کافی ہے لیکن یہاں تو یہی عہدے بہ طبق وراثت تقسیم ہوتے ہیں پس منشی لیاقت علی کے والد ماجد کے احسانات جو انھوں نے قومی مدارس پر کیے ہونگے گنائے جانے ضروری ہیں۔ اگر وہ کسی نامی گرامی کے صاحبزادے ہوتے تو ہم نہایت خوشی سے انکو سکریٹری کا عہدہ دلوا دینگے۔ دنیا اب کسی ذاتی لیاقت کی کسی کام میں محتاج نہیں ہے۔ چنانچہ ملکی کونسلوں میں بھی بعض ایسے ممبر داخل ہو گئے ہیں جو بیچارے باوجود ہندوستانی ہونے کے اردو کا حلف نامہ بھی نہیں پڑھ سکتے" اور جس طرح ایک گنوار کو نکاح کا کلمہ (صیغہ) پڑھوایا جاتا ہے کہ "آمنت باللہ جو ہے سو ہے" اسی طرح انھیں ابھی ایک اتالیق یا وکیل کی ضرورت ہے کونسلوں کا افتتاح کاہے کو بسم اللہ کی تقریب ہے۔ الف زبر آ زیر اِ پیش اُ بے زبر بَ زیر بِ پیش بُ۔ ابھی ہم اب اگر اپنے خیال کو زیادہ ترقی دیں تو میاں سنبر علی پسر زمرد علی پسر ہیرا من (طوطے) کو بھی کونسل کی کرسی پر بٹھا سکتے ہیں جو صرف اپنے منہ میاں مٹھو اور نبی جی بھیجو کہنے کی قابلیت رکھتے ہوں "پنچ"

مولانا پنچ کی نوٹ بک

دور بے اعتمادی

سال نو اگر مزدوروں پر سازوار ہے تو پولیٹکل ادارت کے وزیروں پر بھاری بھی ہے انگلستان میں ہر ہونگ ہے کہ وہ ذرا بھروسے کے قابل نہیں ہیں ان کو نکال باہر کرو۔ ہمارے وزیر اعظم بالڈون صاحب جب ان گستاخ مزدوروں میں گھسے تو ان کا منہ چڑھایا گیا کسی نے چونچ دکھائی کسی نے آوازہ کسا لوگ کہتے ہیں کہ آپ گرم گرم جلتے ہے۔ بس یہی تھا کہ چوٹ کر بیٹھے اور ناسمجھ بچوں کی طرح منہ پھوٹ گیا گرھا موت گیا کوڑی نے منہ بنوا ہے کہنے لگے۔ سارے بزنس سکینڈ انکے (در بیہز مزدوران) نے ہاتھ ملا کے دل کو تھوڑی ڈھارس دی ہے جبکی ریزنٹ سکینڈ انکے کا طوطی بول رہا ہے لیبرل اور لیبر سوئے ہوئے ہیں۔

لبرل رہبر چارٹ کٹ خنی صورت والے جن کے چہرے بڑے میاں لائڈ جارج ہیں۔ ملک معظم کی تقریر پر بھی دل کھول کے لوگ نکتہ چینیاں کر رہے ہیں۔ ہندوستان کی ایکا مخالفانہ تیں ہیں بھی وزراء کی لوگوں کی نگاہیں کسی قدر شوخی کے ساتھ بھی پہلی ہیں بعض صوبہ کی حکومتوں کو وزیر نہیں ملتے نیم تارک موالات گروہ کی جانب سے بھی لوگوں کے دل دھکڑ پکڑ کرتے ہیں۔ حلف وفاداری نے ہول دل بڑھا دیا ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا عہدنامہ بھی اضطراب بڑھانے والا ہے۔ کانگریس کا طلسمی اثر رفتہ رفتہ زائل ہو رہا ہے سر سُرین ورد نامہ نہرو جتاتے ہوئے ہیں۔ اور آپ نے یاروں کو ساتھ لیکے مداروں چلنے پر کمر باندھی ہے۔ عراق عرب میں بھی عام انتخاب ہونے والا ہے۔ دیکھیے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ بے اعتباری کی وبا وہاں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ عجب نہیں کہ خارج شدہ علماء عراق کی آہ کا دھواں اور مسئلہ موصل بھی اس آگ میں لپٹا ہے۔ جس طرح شریر لڑکے گدھے کی دم میں پرانے کی گڈی باندھ دیتے ہیں اسی طرح پاس پڑوس کی قسمتوں سے عراق کی قسمت بندھی ہوئی ہے بہرحال دھڑا دھڑ پٹ پٹ کی صدا پر کان لگے ہوئے ہیں۔

ایک پولیٹکل مجنون نے کلکتہ میں مسٹر ڈے پر جو بچارے ایک مرنجاں مرنج آدمی تھے پولیس کے وقتاً سٹے مسٹر ٹیگارٹ کے دھوکے میں پستول سے حملہ کر دیا کمشنر پولیس کی رسی دراز تھی بچ گئے اور ناحق کی چوٹ غریب مسٹر ڈے نے کھائی۔ افسوس!

لیکن عنوان مقدمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک سازشی کام تھا جب وکیل سرکاری نے کہا کہ قاتل بابا زکے ایک مکان میں گھستا ہوا دیکھا گیا جس میں علی پور سازش والے مجرم گرفتار ہوئے تھے تو قاتل نے کہا بالکل غلط ہے۔

کلکتہ کی یوروپین ایسوسی ایشن نے قبل انکشاف حالات اس جرم کو ایک سازشی جماعت کے سر تھوپنا چاہا ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ ہم آسانی نوشتہ کی بنیاد پر گرفتاریوں کا دام بچھا دیا گیا ہو۔

ہمیں یہ سن کے خوشی ہوئی کہ کلکتہ میں دیوانی مقدمات کی نگرانی کا ایک محکمہ قائم ہے جھوٹے مقدمات دائر کرنے والوں کو یہ محکمہ چرخ کرتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان عدالتوں اور کچہریوں میں بکثرت موجود ہیں اور دن دہاڑے کھلی ڈال کے رشتے رہتے ہیں جن کی نگرانی کی ظاہراً کوئی کوشش نہیں کی جاتی مقبول لگا نصیبین کے "ایک آنکھ میں لہر ایک آنکھ میں خدا کا قہر" شدائن وکلاء پر کوئی بوجھ ڈالا جاتا ہے جو جھوٹ کو سچ بنانے پر آمادہ رہتے ہیں۔

خان کابل نے سرحدی قانون کو کڑا کیا اور لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے جانے والے بھی کو یا اب سرٹیفکٹ دینگے کو بھی اطمینان ہے اور انگلستان کے جرائد بھی توصیف افغانستان میں رطب اللسان ہیں۔

شیعہ کالج کی اسٹرائک میں اعیان شہر نے بیچ بچاؤ کر دیا اور اس وعدے پر طلبا نے داخلہ کالج منظور کر لیا کہ انکے مطالبہ کے انتظام میں کالج اسٹاف کی جانب سے کوئی سختی نہ کی جائیگی اور انکے مطالبات مثلاً اخراج سکریٹری کا سلسلہ برابر ذی اثر اشخاص جاری رکھینگے۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

مسٹر ڈے کے قاتل مسٹر گوپی ناتھ سنہا نے مسٹر ٹیگارٹ کی خوش قسمتی اور اپنی بد قسمتی کا مقابلہ کیا۔ اس نے کہا کہ انکی تقدیر اچھی تھی کہ بچ گئے اور ایک بیگناہ قتل ہو ہوگیا میری تقدیر بری تھی کہ ایک دشمن ملک کو قصد کرنے نہ پایا ہے" اور از تغافل این خود تقید غم

آزاد گشتہ بلبل و صیاد در قفس

اگر بندہ ناکام رہا تو میرا کوئی دوسرا ہم وطن اس کام کو انجام دیگا اور امید ہے کہ میری طرح وہ دھوکا نہ کھائیگا۔ یہ الفاظ کیا ناصر اشارہ سازش کی جانب کرتے ہیں۔ واقعی اگر سازش کا دم ہے تو ہمارے مہربان ٹیگارٹ صاحب بڑی مشکل میں پھنس جائینگے۔ بہر حال بیچارے مسٹر ڈے

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ بات بھی اور رنگ برنگ مضمون نگاروں کی قابلیت اڈیٹر کی استعداد سے انہیں کافی واقفیت ہو گئی انکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ جو فالتو پرچہ دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب مفت کو اس ایک پرچہ یا اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اس کی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اس کے مذاق کے موافق مل جائیں تو دام وصول۔ ورنہ پنچ پی ہزار منت کمائی" ما بہ خیر شما بہ سلامت۔

۲۔ نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاک خانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے اسے حضرت منی آرڈر بھیجئے کہ ہم منتظر وصول

زر قیمت ہے اور آپ منتظر ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں اور ورود آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

۳۔ بعض قدردان دفتر سے ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب بچنے پرچہ اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ انکی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں موجود ہوں۔

(۴) جو پرچہ ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جاتے ہیں وہ صرف ۲ ہفتہ روز کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ غصہ اور دشنام کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ منگائیے۔

(۵) اگر یہ پرچہ (پنچ) ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے پوری قدردانی ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی امکانی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام۔　　　منیجر۔

بچوں کو ایک شدید تکلیف سے نجات

گو شخص مبتلا کا رہا اگر چہ دل میں اس بات کو خود ہم کر انتے ایجاد سے چیچک کی تکلیف بہت کم ہو گئی تو ہم اپنی دریافت پر اس سے زیادہ فخر و ناز کے مستحق ہیں کہ ہم نے ایک ایسی دوا ایجاد کی جس کا استعمال بلا کسی تکلیف کے ہونے کے واسطے بچوں کو چیچک سے محفوظ کر دیتا ہے۔ یہ دوا اگر چھٹی چلے کے زمانے میں بچہ کو تین چار روز تک پلا دی جائے تو عمر بھر چیچک نکلنے کی۔ حکما کا خیال ہے کہ عمر بھر میں ہر شخص کے واسطے ایک مرتبہ چیچک نکلنا منجملہ مقدرات ہے لیکن اب ہم اس کے قائل نہیں ہیں دوا وہ موسے کے ساتھ نومولود بچوں کے واسطے اس دوا کو پیش کرتے ہیں۔ پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ ایسی معتبر نظیریں موجود ہیں جنھوں نے یہ دوا استعمال کی اور چیچک سے تاحال محفوظ ہیں۔

قیمت علاوہ محصولڈاک ۱۲؎

المشتہر
محمد امتیاز حسین۔ دفتر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔
(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔
(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔
علاوہ خاص حالتوں کے پرانے پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۳ء کی چند ہی جلدیں جمع ہو سکیں مشتاقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ۱۲؎ مع محصولڈاک
(۲) جلد ۱۹۲۲ء کے اہم نمبر ہائے جن میں انشا پردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد ۱۲؎ علاوہ محصولڈاک

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

نرخنامہ اشتہارات اخبار اودھ پنچ لکھنؤ (پیشگی)

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

متذکرہ بالا نرخنامہ رعایتی ہے اب کوئی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیے۔ اتفاقی اشتہارات کے لیے ۴ آنہ فی سطر یا نصف کالم کے سرکاری اشتہار کے لیے چار روپیہ (۴؎) فی اشاعت۔

منیجر

اعلان با حلف

جھوٹا ہو تو لعنت　　　سچا ہو تو برکت

دعائے مفید المحبت

ناظرین اگر آپ کسی پر عاشق ہیں معشوق خواہ مرد ہو یا عورت اگر آپ اس کے لیے بے تاب ہیں یا حسب منشا شادی کرانا چاہتے ہیں یا کسی حاکم کو تسخیر کرنا ہو تو ہندو مسلمان ہر کسی منتر دعا اسلام دعا محبت منگا کر اور منتر موم کو اسم ذکر کرے ایک یوم ہی معشوق مجبور ہو جائے گا ہمارا تجربہ ہے قرآن کی یہ دعا ہے جس کا عامل کبھی محروم نہیں رہتا۔ قیمت صرف ۲ ہر قسم کے منتر و دعا خاص نام سے لیا جاتا ہے۔ پورا نہ آنے پر مفصل حالات اور خوبیاں ہر عشق و ہر لذت عشق بہار عشق و ہر غریب عشق وغیرہ لذت المنشاء بالتصویر رسالہ علم النساء بہ تصویر مفتاح الغیب ۸؎

منیجر دربار عشق ڈاکخانہ مالوہ ضلع سہارنپور

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس … [illegible]

اور

ایک … [illegible]

بلکہ

[illegible]

یہ

مشہور و معروف کتاب ہے

[illegible]

عرفینہ … بنا بایا ہے

[illegible]

استاد محمد علی خاں

[illegible]

[illegible]